پیغمبر اسلام ﷺ کا روایتی اقدار اور ثقافت پر اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of the Influence of Holy Prophet Muhammad (PBUH) on Traditional Values and Culture

Ghulam Mustafa
PhD Scholar, Fiqh and Shariah Islamia University of Bahawalpur:
minqilabi123@gmail.com

Dr. Sajjad Ahmed
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology, Azad Jammu and Kashmir:
sajjad.iis@must.edu.pk

Inayat ur Rehmna
PhD Scholar, Department of Islamic Philosophy, University of Management and Technology, Lahore:
Inayatbary@gmail.com

Abstract
As religious point of view the first and the direct addressee of the revelation was Prophet (SAW) and he (SAW) embodiment the revelation through his exemplary actions. As he (SAW) himself follow the instructions through his actions and impressed the people around as well. The people of Arabia were naturally reluctant to adopt any new idea which was presented before them, that's why they initially shown resentment towards the message of the prophet (SAW) but eventually when they realized that it was actually in their favor that was the point when they accepted it in true letter and spirit. Prophet (SAW) had not only given a fair amount of weightage to their culture and tradition, in fact he endorsed and spread its positive aspects. This is an analytical study which explores the influence of Holy Prophet Muhammad (PBUH) on the traditional values and culture. This is qualitative research and data is gathered from secondary sources; books, articles and online sources. The *Hijazi* society was a society of people with different temperaments and different beliefs. They were divided into tribes and lived in the circle of castes. For centuries, it was not even in their illusions and assumptions that in any era we would establish a new foundation in the world.
Before Islam, the people of *Hijaz* have never been familiar with unity and centrality in their entire history, but they have always been dominated by anarchy and anarchy. Things like unity, organization, consciousness,

nationalism and command and obedience, etc., on which the foundations of social and political life are established, were completely missing in them that reformatted by Holy Prophet Muhammad (PBUH).
Keywords: Prophethood, Revelation, Arabia, Culture, Tradition, Positive aspects, Ethics, Norms, Holy Prophet Muhammad (PBUH)

.

ہجرت سے پہلے حجاز کی عمومی زندگی جاہلیت کی لپیٹ میں تھی۔ حجاز کے فرسودہ معاشرے میں نبی کریم ﷺ نے تہذیبی اقدار اور ثقافتی رویے کو بہتر بنایا۔ وہ قوم جو ایک خدائے واحد کی بجائے بے شمار خداؤں کا بندہ رہا ہو ،اس کی اپنی زندگی کتنی ڈگمگاتی ہو گی۔ نبی کریم ﷺ نے یہی کام کیا کہ ان کا عقیدہ ٹھیک کر کے ان کی ذہنی ساخت کو اعلیٰ مرتبے تک پہنچایا۔ پستی جن کا مقدر تھی، ان کو کامیابی کی بلندی پر پہنچایا۔ جاہلیت کی پختہ عادات کو بڑی آسانی کے ساتھ ختم کر کے ان کے اندر انقلابی سوچ کو مذید بیدار کر دیا۔ عمومی اخلاقی رویئے کو نتیجہ خیز بنا کر جملہ عادات کو ایک نئے قالب میں ڈھالا۔

حجازی معاشرے کی تربیتی بنیادیں

ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے حجاز کے ان خطوں کے معاشرے کو تربیتی مراحل سے گزار کر اسے انسانوں کا بے مثال معاشرہ بنا دیا۔ ہجرت سے قبل نبی کریم نے مکی معاشرے کی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ حجاز کے ماحول کو بھی بہتر بنانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ تگ و دو کی۔ مکہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب اور نو مسلموں کو تربیت دینے کے لیے اجتماعی ماحول کا اہتمام کرتے تھے۔ کہیں خفیہ جگہ تو کہیں بر سرِ عام تمدنی معاشرے کی ترقی میں مصروف ہوتے تھے۔

مکی معاشرے کا تجربہ تھا کہ جوں ہی مدینے کی سرزمین پر قدم رکھا۔ اسی وقت سے اس کو تمدنی معاشرہ بنانے کے لیے مسجد کی بنیاد رکھی۔ زمین خریدی اور بنفسِ نفیس اس کی تعمیر میں لگ گئے۔ مسجد قبا کی بنیاد اپنے ہاتھ مبارک سے رکھی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کا جذبہ عمل اتنا پکا تھا کہ اشعار تک گائیے۔

اللهم لا عَيْشَ إلا عَيْشُ الآخرة * فاغْفِرْ للأنصار والمُهَاجِرَة
هذا الحِمَالُ لا حِمَال خَيْبَر * هذا أبَرُّ رَبَّنَا وأطْهَر

اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔ یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں ہے۔ اللہ کی قسم یہ کام نیک اور پاکیزہ ہے۔

اسی مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا جذبہ جس بنیاد پر تھا وہ درج بالا اشعار میں ذکر ہوا کہ یہ کام ہم پر بوجھ نہیں ہے اور نہ ہی ہم بلا ارادہ کر رہے ہیں بلکہ یہ نیکی اور پرہیز گاری کا کام ہے۔

نبی کریم ﷺ کو بنفس نفیس کام کرتے صحابہ کرام نے دیکھا تو اور زیادہ متحرک ہوئے۔ اور شعر کہنے لگے:

لئن قَعَدْنا والنبي يَعْمَل ** لذاك مِنَّا العَمَلُ المُضَلَّل[1]۔

نبی کریم ﷺ کام کرتے رہے اور ہم بیٹھے رہے تو یہ ہمارے لیے گمراہی ہو گی۔

جب مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی تو اصلاحِ کار کا عظیم کام شروع ہو گیا۔ فرداً فرداً بھی لوگ اپنی اصلاح کے لیے آتے تھے اور وفد کی صورت میں بھی لوگ آتے تھے۔ طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے مسجد میں پہنچ کر آرام و سکون محسوس کرتے تھے۔ یہیں سے جاہلی دور کے لوگوں کو سنوارا گیا۔ معاشرے کو صحیح سمت پر لانے کے لیے آغاز یہیں سے کیا گیا۔ مختلف قبائل کے لوگ، متلون مزاج لوگ، جان کے دشمن لوگ، ایک دوسرے سے ناآشنا لوگ، اپنے پرائے سبھی کی تربیت مسجد کی صف سے ہوئی۔ انسانیت کا بھولا سبق یہیں سے یاد کرنے کو ملا۔ جاہلیت کو مسجد کی زمین سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ معاشرے کے تمام مسائل کا حل مسجد ہی میں کیا جاتا تھا۔ آنے والوں کا استقبال اور ان کی مہمان نوازی کی جگہ بھی مسجد ہی ہوا کرتی تھی۔

اس وقت جب لوگوں کا فکر منتشر اور سوچ گھٹیا بن کر رہ گئی تھی، تو مسجد ہی سے ان کی سوچ کو صحیح سمت عنایت کی گئی۔[2]

جب مسجد کی برکت سے لوگوں کو وحدانیت کا درس دیا گیا تو ان کا دل بتوں سے بھر گیا۔ جس مسجد میں وہ اللہ کو پکارتے تھے، اسی خدا کو بازاروں اور گھروں میں پوجا کرتے تھے۔ اللہ کی وحدانیت کو سمجھانے کے لیے احادیث کا درس بھی ہوا کرتا تھا۔ اس کی فضیلت میں سے ہے کہ جو صبح مسجد کی طرف خیر کو سیکھنے کے لیے نکل پڑتا ہے، حاجی کے حج کا ثواب جتنا ثواب ملتا ہے۔[3]

---

1. محمد سليمان المنصوپوري،**رحمة للعالمين**،ترجمه من الأردية إلى العربية: د. سمير عبد الحميد إبراهيم،الناشر: دار السلام للنشر والتوزيع – الرياض ،الطبعة: الأولى،ص179
Suliman Al Mansoorpuri,Muhammad,Rahmat-UL-Lilalameen,Mutarjim Dr. Samir Abdul Hamid Ibrahim,Al Nashir:Darul Salam Linashar wa Tawazigh,Al Riaz,Issue1988,P.179
2. الجن18:72
Al Jin 72:18
3. أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي،الآداب،المحقق : أبو عبد الله السعيد المندوه،دار النشر : مؤسسة الكتب الثقافية،البلد : بيروت،الطبعة : الأولى ،سنة الطبع : 1988،ص347

انہی بنیادوں پر مسجد کو خیر کا مرکز کہا جاتا ہے۔ علم کا گہوارا کہا جاتا ہے۔ انسانی طبعیت کی تربیت یہیں سے ہو جاتی ہے۔ معاشرہ یہی سے تمدنی ترقی کر جاتا ہے۔ معاشرے کو صحیح فکر کے لوگوں کے پیداوار کی جگہ بھی یہی ہے۔ قرآن مجید میں اس شخص کو ظالم کہا گیا ہے جو مسجدوں کو ویران کرنے کے درپے ہو۔[4] مسجد کی بدولت انسان اجتماعیت سے وابستہ ہو گیا اور دین کی اندر تزئین، جمال اور صفائی کو عبادت کا درجہ ملا۔ جب کہ اس سے پہلے مذاہب میں رہبانیت کو عبادت سمجھا جاتا تھا[5]۔

مسجد نے پہلی دفعہ انسان کو یہ سوچ عنایت کی کہ جہاں بھی رہیں مسجد کے اثرات حاوی رہیں گے اور یہی ان کی نشانی بھی ہوں گے۔ مسجد کا تربیت یافتہ بندہ معاشرے کا اہم اور ذمہ داری شخص ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی صورت مسجد کی تربیتی اثرات سے ماورا زندگی نہیں گزار سکتا۔ جہاں بھی مسجد کا تربیت یافتہ شخص ہو گا تو وہ اپنی تربیتی عادات کی وجہ سے کبھی بھی غافل نہ ہو گا۔ وہ معاشرے کا اہم اور ذمہ دار شخص ہو گا۔ معاشرتی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی ادا کرے گا۔ وہ اتنا حساس شخص ہو گا کہ کسی بھی صورت اپنی تربیت سے غافل نہ ہو گا اور نہ ہی معاشرے میں گھل مل کر مسجد جیسی تربیتی جگہ سے دور رہ پائے گا۔ اُن میں ایسے لوگ صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز و ادائے زکوۃ سے غافل نہیں کر دیتی وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی[6]۔ اللہ تعالیٰ نے راستی و انصاف کا حکم دیا ہے، اور اس کا حکم تو یہ ہے کہ ہر عبادت میں اپنا رخ ٹھیک رکھو۔[7]

Abu Bakar Ahmad Bin Al-Hussian Al Behyqi, ,Al Adab,Researcher:Abu Abdullah Al saeed Al Mandowah,Dar-U-Nashar:Muasisatul Kutub u Saqafiya,Byroot,Issue 1988,p.347

4. البقرة2:114

AL Baqara 2:114

5. الاعراف7:31

Al Araaf 7:31

6. النور24:37

Al Noor24:37

7. الاعراف7:29

Al Araaf7:29

فکری وحدت جو حجاز میں ناپید تھی، مسجد ہی کی بدولت نصیب ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے فکری وحدت کا جو تصور دیا تھا اس کی بنیاد مسجد سے اٹھی۔

مسجد کے علاوہ معاشرے کی تربیت میں آپس کے تعلقات کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ ایک ہی معاشرے کو عروج وزوال پر پہنچانے والے لوگوں کا رویہ طے کرتا ہے کہ معاشرے کو کس سمت میں جانا چاہیے۔ حجاز میں افراتفری عام تھی۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ قبائلوں کی دشمنیاں مشہور تھیں اور سالوں سال تک چلتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کرنے کے بعد مسجد کے بعد جو ضرورت محسوس کی تھی وہ حجاز کے قبائلوں کے ساتھ معاہدات تھے۔

قبیلوں کے ساتھ معاہدات کے بعد جو ضرورت تھی وہ دفاعی معاہدات تھے۔ تجارتی قافلوں کی نگہبانی اور بیرونی حملوں سے بچاؤ کا یہی ایک ذریعہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حکمت وبصیرت سے مختلف اقوام، قبائل اور ملکوں کے ساتھ معاہدات کیے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو آپس میں ایک ساتھ رہنے کی بھی ضرورت تھی۔ کیونکہ ان میں کوئی مکہ سے آیا تھا تو کوئی فارس سے، کوئی حبشہ سے تو کوئی مالدار، کوئی ان میں غریب تھا۔ مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنادیا۔ حجاز میں مسلمان جو کافی تعداد میں آباد تھے، ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى[8]۔

مسلمانوں کی مثال باہم مودّت، رحمت اور الفت میں ایک جسم کی مانند ہے۔ جب ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کا جسم بیداری اور بخار کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے۔ قبائل اور مسلمانوں کو ایک بنانا حجاز کی تاریخ کا عظیم اور عجیب واقعہ تھا۔ اللہ نے بھی اسے کسی نعمت سے کم نہیں جتایا۔[9] جب مدینے میں بھائی چارے کا ماحول بن رہا تھا تو ان

---

8. أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري، **الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم**،باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم،الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة - بيروت،جلد8،ص20

Muslim,Abul Hussian Muslim Bin Al Hijaj bin Muslim Al Nisapuri,Al Jam u Sahih ul Muslim,Chapter,Tarahumul Muamino wa Tatufihm,Publisher:Dar ul Jeel byroot,vol.8,p20

9. آل عمران103:3

Al Imran 3:103

کے سامنے تعلیمات موجود تھیں، جن کے بل بوتے پر وہ پر امن معاشرہ بنا کر پوسکون زندگی گزار سکتے۔ اعلیٰ اقدار کو پانے کی کوشش کرتے تھے اور رذائل سے بچنے کی بھی کوشش کرتے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۱۲ (10)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔

جب ان میں ہمدردی، خیر خواہی کا جذبہ امڈ پڑا تو اللہ سے کہنے لگے کہ اے اللہ ہم سے جو پہلے لوگ گزرے ہیں، ان کو بھی معاف کر دیں۔

وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (11)-

(اور وہ اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اِن اگلوں کے بعد آئے ہیں، جو کہتے ہیں کہ "اے ہمارے رب، ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب، تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

قبائلی عصبیت جو معاشرے کی ترقی میں رکاوٹ تھی۔ سب مل کر ایک معاشرے کو عروج دینے لگے۔ الگ الگ شخصیتوں کی انانیت کو بھی مات دے کر باہم ایک ہو کر معاشرتی تعمیر کے لیے اینٹ کی حیثیت بن کر رہ گئے۔ حجاز کی تربیتی ماحول میں بھائی چارے کو جو فروغ ملا، اس سے حجاز کا معاشرے تمدنی لحاظ سے انسانیت کا بلند ترین معاشرہ بن گیا۔ مدنی معاشرہ جب یک لخت، دو جان کی کیفیت میں بن گیا تھا تو قانون کی پاسداری ان کے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اصول اور قواعد وضوابط کی پاسداری میں کمی کوتاہی اور سستی نہ کرتے تھے۔ حجاز کی مستحکم بنیادوں

---

10. الحجرات12:49

Al Hujrat49:12

11. الحشر10:59

Al Hashar59:10

کے ذریعے نئی تہذیب ابھری۔ صاف ستھری ثقافت کو رواج ملا۔ حجاز پر ایک وقت وہ آیا کہ اسے شہری ریاست کی حیثیت مل گئی۔ پھر رفتہ رفتہ مملکت ایک وسیع تر ریاست میں بدل گئی۔

مسجد اور قبائلی عناصر کے بعد حجازی معاشرے میں فرد کی اہمیت اہم تھی۔ بعض اوقات ایک ہی فرد پورے قبائل کی طرف سے نمائندہ ہوتا تھا۔ حجازی معاشرے کے مضطوب بنیادوں میں فرد کی اہمیت وحیثیت نمایاں رہی۔

حجازی معاشرے میں فرد کی حیثیت

عصرِ حاضر میں انسان، کائنات اور خدا کی ذات پر جو بحث ہو رہی ہے، حجاز میں بھی یہی تصور پایا جاتا تھا۔ عصرِ حاضر میں ایک یہ بھی بحث چل رہی ہے کہ انسانیت ہی بہترین مذہب ہے اور فرد اس میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مدینہ میں بھی انسان بطور فرد الگ حیثیت کا مالک تھا۔ کائنات کے بارے میں ان کے تصورات الگ نوعیت کے تھے اور خدا کی ذات کے بارے میں بھی ان کے عقل و فہم بھٹکے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرد، کائنات اور خدا کے بارے میں تصورات کو یکسر تبدیل کر دیا۔ فرد کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور راہنمائی بڑی واضح اور دو دو چار کی تھی۔ بقول مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جو تین اہم کام تھے ان میں ایک یہ تھا کہ اس کش مکش کا مقابلہ جو مشرکینِ حجاز، یہود قبائل اور منافقین کی مخالفِ اصلاح طاقتوں کے ساتھ پوری شدت سے جاری تھی [12]۔ انسانی دائرہ حیات میں فرد کے اندر روحانیت لا کر ایک نئی طرز کی زندگی کی بنیاد ڈالی۔ انسان کے تمام امور کو اخلاص سے جوڑا۔ قابلِ قبول عمل وہ ہو گا جو اخلاص سے کیا جائے۔ اخلاص کا معنی پاک صاف اور خالص ہونے کے ہیں۔ [13]

---

12. مودودی، ابوالاعلیٰ، سیدنتفہیم القرآن، جلداول، سنِ اشاعت مارچ 2011، ص317،
Mudoodi,Abul Ala,syed.Tafheem ul Quran,Vol.1,Issue March 2011,p.317

13. راغب اصفہانی، **المفردات القرآن، 1987، لاہور، اسلامی اکادمی، اردو بازار**، ص155
Raghib,Asfahani,Muradat ul Quran,Issue1987,Lahore,Isami Ekadmi,P 155

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک آدمی جہاد کا ارادہ رکھتا ہے مگر جہاد سے اس کا مقصود دنیوی مال کا حصول ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہا سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔[14]

حجازی معاشرے میں ایک فرد تین طبقات میں سے کسی ایک طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت محمد ﷺ کا پیروکار یا دشمن اور یا منافق ہوتا تھا۔

حجاز میں جو سب سے بڑی مشکل پیش آرہی تھی وہ منافقین کا ٹولہ تھا۔ منافقین نہ کھلے عام دوست ہوتے ہیں اور نہ برسرِ عام دشمنی کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کس قسم کا رویہ روا رکھا جائے۔ ان کی کس نوعیت کی تربیت کس زاویے سے کرنا چاہیے۔ منافقین کے رویہ کا انجام تو یہی بنتا تھا کہ جہاں بھی موقع ملے ان کو سزا دی جائے۔

نبی کریم ﷺ اس مشکل کو بڑی آسانی کے ساتھ حل کر گئے اور انھوں نے ان کے ساتھ تعلیم و تربیت اور رویے کا ایسا اظہار کیا کہ حجاز کی فضا میں امن ہی رہا۔ فتنہ سر اٹھانے کا قابل نہ رہا۔

منافقین کا جو مفسدانہ، باغیانہ اور سازشی رویہ تھا، نبی کریم ﷺ کے ہمدردانہ رویے کے سامنے ہیچ رہا۔ جب منافقین کو یہ یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ ہم سے دلی ہمدردی کرتے آرہے ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی آگئی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آگئے۔

ان تین گروہوں کے مذہبی تصورات کو صحیح رخ پر ڈال کر نبی کریم ﷺ نے حجازی خطے میں انقلاب کی تکمیل کر دی تھی۔ حضرت محمد ﷺ نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ جو اسلام کیں جس مقصد کے لیے داخل ہوا ہے، اسی مقصد کا اسے بدلہ ملے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، اَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ»[15]

---

14. سلمان بن اشعث بن اسحاق، ابو داؤد،سنن ابی داود، الجهاد، باب فیمن یغزو ویلتمس الدنیا، الریاض،1999، دارالسلام للنشر والتوزیع، جلد 1، حدیث:2516 ۔
Suleman Bin Ashas Bin Ishaq Abu Dawood, ,Sunani Abu Dawood,Chapter Al Jihad,Fiman Yaghuzon wa Yaltamiso ul Dunya Al Riaz 1999,Publisher Dara ul Salam Lilnashre wa Tawzughi,VOl1,Hadith:2516

15. صحیح البخاری، بدء الوحی، باب کیف کان بداءالوحی الی رسول اللہﷺ، حدیث 1، اور صحیح مسلم، الامارۃ، باب قولہﷺ انما الاعمال بالنیۃ... ح:1907 واللفظ لمسلم۔
Sahehul bukhari badul wahi , bab kef kan badaul whi ila rsol ull ah,hades nmabr1, Ibad

"جس شخص کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اس طرف ہو گی جس طرف اس نے ہجرت کی۔"

اس (کے آداب) میں سے یہ بھی ہے کہ اسی کی محبت ہو اور اسی کی ہیبت ہو اور اسی سے حیاء کرنا اور اسی سے لگاو رکھا جائے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کی جائے اور اس کی طرف سے فیصلوں و تقدیر پر اطمینان اور رضامندی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرد کے شعور کی راہنمائی اسی بنیاد پر کی کہ بالآخر یہ اپنی منزل کو پہنچ جائے۔ اس دنیا میں رہ کر خود کو اخروی دنیا کے لیے تیارے کرے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مادی دنیا کی سوچ نکال کر انسانی ذہن کو افقی سوچ عطا کی، اور اگلی دنیا کی خبر دے کر کامیابی کے گر بتائے۔ اسی انسان سے معاشرہ بنتا ہے جس پر نبی کریم ﷺ نے اپنی دعوت کی اتمام حجت کی۔

معاشرے کی اجتماعیت

فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے کو بھی صحیح رخ پر لا کھڑا کیا۔ معاشرے کو انقلابی صورت میں لا کر قبائل پرستی، نسل پرستی اور طبقاتی تقسیم سے نکال کر ایک ہی وحدت میں پرو ڈالا۔ مدینے سے جب حجۃ الوداع کے لیے روانہ ہوئے تو اپنی زندگی کے آخری خطبے میں یہی درس دیا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ فَقَالَيَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِحجازيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى حجازيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى أَبَلَّغْتُ قالُوا بَلَّغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[16]

معاشرے میں ایک نئی سوچ کو پروان چڑھا کر مدتوں کی رسم کو توڑ دیا۔ حجاز معاشرہ جسکے لوگ خون کے پیاسے تھے۔ نسل پرستی کے خوگر تھے۔ رنگ، ذات اور زبان کے پجاری تھے۔ جاہلی امتیازات کو یکسر ختم کر کے لوگوں میں حوصلے کی بھی قوت پیدا کر دی۔ معاشرے میں اجتماعیت کا احساس پیدا کر کے حجاز سرزمین کو ایک نئی قوت عطا کر دی۔ تقویٰ کے تصور کو عام کر کے ایک نئی جہت کی امتیازی خوبی کو اجاگر کر دیا۔ ذاتی شعور جس میں بلال حبشی غلام تھا اور سلمان رومی راستے کا بھٹکا ہوا تھا، کو جن کو انفرادی ملی اور اجتماعی شعور ملا تو سارے ایک ہی معاشرے کے

16. مسند أحمد ،حديث: 2297

Musnad ahamad,hadesnmabar2297

یک جان دو قلب باشندے بن گئے اور ذاتی اور تفخر کی احساس کو مات مل گئی۔ مظلوم اور عورتوں کے طبقے کو احساسِ برتری مل گئی۔ سیرت نگار سید ابولاعلیٰ فرماتے ہیں:

اس تنظیم و تالیف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک بالکل اصولی اور انسانی تنظیم تھی۔ اس کے پیدا کرنے میں حضور ﷺ نے نہ تو قومی، نسلی، لسانی اور جعرافیائی تعصبات سے کوئی فائدہ اٹھایا، نہ قومی حوصلوں کی انگیخت سے کوئی کام لیا، نہ دنیوی مفادات کا کوئی لالچ دلایا، نہ کسی دشمن کے ہوے سے لوگوں کو ڈرایا۔ دنیا میں جتنے بھی چھوٹے یا بڑے مدبر اور سیاست دان گزرے ہیں، انھوں نے ہمیشہ اپنے سیاسی منصوبوں کی تکمیل میں انہی محرکات سے کام لیا ہے۔ اگر حضور ﷺ بھی ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے تو یہ بات آپ ﷺ کی قوم کے مزاج کے بالکل مطابق ہوتی لیکن آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ ان چیزوں سے کوئی فایدہ نہیں اٹھایا، بلکہ ان میں سے ہر چیز کو ایک فتنہ قرار دیا اور ہر شے کی خود اپنے ہاتھوں سے بیخ کنی فرمائی[17]۔

کسی بھی ریاست کی ترقی میں معاشرے کے تمام طبقات کو اکھٹے چلنا بہت ضروری ہے اور یہ منظر ہمیں حجاز کے ان دو معاشروں میں بڑی وضاحت سے نظر آتی ہے۔ حبشہ کے حضرت بلال، روم کے حضرت صہیب، غفار قبیلے کے حضرت ابو ذر غفاری نے اس آفاقی معاشرے کی ترقی و ترویج میں اہم اور بنیادی کردار ادا کیا۔ اس عالمگیر اجتماعیت کی وجہ سے مدنی معاشرہ بین الاقوامی معاشرہ میں تبدیل ہوا

مذہبی اقدار کا صحیح رخ متعین کرنا

دنیا میں ہر نمایاں شخصیت کے کچھ اثرات ہوتے ہیں، جن سے نہ صرف ان کی شخصیت سامنے آجاتی ہے بلکہ دنیا پر اس کی تعلیمات اور کردار کے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ جو باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی تعلیمات بھی اعلیٰ درجے کی تھیں اور خود انھوں نے اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ اس لحاظ سے نبی کریم ﷺ ایک نمایاں شخصیت رہے۔

حضرت محمد ﷺ نے اپنی مکی اور مدنی دور میں جو تعلیمات رائج کیں تھیں، وہ ہر حوالے سے عقل و فطرت کے موافق تھی۔ اگر انھوں نے ایک خدا کی عبادت کی بات کی ہے تو وہ بھی عقل، فطرت اور اسی دور کے مذاہب کا مشترکہ نقطہ تھا۔ بلکہ ان سارے مذاہب کی بنیاد بھی اسی خدا کی ذات سے شروع ہو جاتی ہے اور ساری زندگی اسی

---

17. ماہنامہ **عالمی ترجمان القرآن**، دسمبر 2016، ص35
Mahnama Alami Tarjuman ul Quran, December2016,p.35

ذات کی خوشنودی کے لیے بسر کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے عین ان کے اس بھولے بسرے عقیدے کو زندہ کیا۔اس کے ساتھ ساتھ اس عقیدے میں اصلاح بھی کی۔شرک اور خرافات کو ختم کر دیا۔خالص توحید کو پیش کیا۔بتوں کی شرکت کو غلط قراد دے کر ان کو صحیح راستہ دکھایا۔ صحیح عقیدے سے ان کی زندگی میں انقلاب آگیا تھا۔ان کی سوچ کا دھارا بدل گیا تھا۔اس انقلاب سے نہ صرف خدا،انسان اور کائنات سے متعلق تصورات بدل گئے بلکہ ایک نئے نظریے کی تحت نیا معاشرہ وجود میں آگیا تھا۔اس نئے معاشرے کے رویے یکسوئی پر مشتمل تھے اور نہایت گہرے اور ہمہ گیر تھے۔اخلاقی رویے اور عادات کے ساتھ ان کی نجی واجتماعی زندگی ایک دائرے میں آگئی۔مذہب و تہذیب کے مظاہر وخدوخال کردار سے پہچانے جاتے ہیں۔بلکہ کردار سے قوموں کے عمومی مزاج کا پتہ چلتاہے۔بقول علامہ محمد اقبال:

کردار ہی وہ غیر مرئی قوت ہے، جس سے قوموں کے مقدر متعین ہوتے ہیں[18]۔

عقیدے کے علاوہ مذہبی عبادات میں راہنمائی کی۔ظاہری بات ہے کہ عقیدہ جس طرح ہو گا،اسی طرح کے مظاہر بھی ہوں گے۔حجاز کے مکی اور مدنی دور کے مظاہر میں یہی بات مشترک ہے کہ ان کی بنیاد کسی مذہب پر رکھی ہوئی تھی۔مرورِزمانہ اور لوگوں کی اپنی طرف سے مذہب میں ردوبدل کی وجہ سے یہ مظاہر عقل وفطرت کے خلاف تھے۔معاشرہ انھی بنیادوں پر پروان چڑھا تھا۔نبی کریم ﷺ نے ان دینی امور کی درستگی کی اور لوگوں کو اصل دین سے متعارف کرایا۔گوئٹے نے جب مذہب کی جگہ آرٹ کو لے آیا تو علامہ اقبال نے اس کے جملے میں ترمیم کرکے Art کی جگہ Religion لاکر کہا کہ مذہب ہی دستگیری اور راہنمائی کرتا ہے[19]۔

اس کے ساتھ ساتھ برائیوں سے بھی بچنے کی تلقین کی اور ذہنوں سے برائیوں کو نکالا۔معاشرے سے اس کے برے اثرات ختم کرانے کے لیے ایک انقلابی پیغام دیا۔برائیوں کو انسانی فطرت کے خلاف قرار دے کر انسانی عقل کو بیدار کر دیا۔انسانی فطرت کو نیکی اور پاکیزگی کی راہ پر ڈال کر انسانیت کو زندہ کر دیا۔حجاز معاشرے میں سود کی بہتات تھی۔سود سے ہی حجاز کا کاروبار چلتا تھا۔شراب بھی عام تھا اور کسی کو کوئی پرواہ بھی نہ ہوتی تھی کہ شراب انسانی

---

18. ۔ ہاشمی،رفیع الدین ، **ماہنامہ افکارِ معلم**،نومبر2016 ، لاہور،علمی کتب خانہ،شمارہ 11،ص19

Hashmi,Rafi u Deen,Manama Afkar e Mualim,November2016,Lahore,Elmi Kutub Khana,Shimara11,p.19

19. ۔ **ماہنامہ افکارِ معلم،ص20**

عقل کو مات دیتی ہے۔ حجاز جو جنگجو طبعیت کے مالک تھے، کس لاپروائی سے یہ برداشت کرتے تھے کہ جنگجو لوگ کسی بھی لمحے مدہوش ہو جائیں۔ وگرنہ حجاز لوگ تو بیدار طبعیت اور سپاہانہ زندگی کے خوگر تھے۔ یہاں تک کہ حجاز خطہ کسی بھی حکومت کا ماتحت نہیں رہا تھا۔ سود اور شراب کے علاوہ جوا، ڈکیتی، غیر عقلی نکاح کے طریقے اور دیگر برائیوں کی نبی کریم ﷺ نے نشان دہی کی۔

نبی کریم ﷺ کی اس انقلابی تبدیلی سے حجاز میں مثبت ماحول بنا تھا۔ انسانی ذہن کو وہ ساخت عنایت کی کہ فطری عادات کو کبھی بھی انسان فراموش نہیں کر سکتا۔ انسانی رویوں کو وہ اثر یا دلایا جس سے انسان کبھی بھی غافل نہیں رہ سکتا۔ جاہلی تشخص کو فرسودہ کہلا کے انسانی دماغوں کو نئی اور دیرپا روشنی سے متعارف کرایا۔

معاشرتی رویوں میں تبدیلی

انسانی رویے جب بگڑ جاتے ہیں تو پورا معاشرہ انارکی کا شکار ہوتا ہے۔ انسانی رویے تب بگڑتے ہیں جب مذہبی تعلیمات پر عمل نہ کیا جارہا ہو۔ اور جب انسانی معاشرہ مذہب کی بنیاد پر افراتفری، بدامنی اور ظلم کا معاشرہ بن جائے تو اس کا سدھرنا کسی معجزے سے کم نہیں ہوتا۔

حجاز کے ان دو خطوں کے معاشرے میں پرانے تصورات اور جدید رجحانات کے رویوں کا اندازہ اس سے لگایا جاتا ہے کہ وہاں پرانے مذاہب کے پیروکار موجود رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خرافات کی بھی رونمائی ہوتی رہی اور پرانی روایات میں بھی کچھ فرسودہ تھیں۔

انہی ملغوبے کی وجہ سے جو معاشرتی اثرات میں پھیل گئے تھے ان میں مختلف خداؤں کی عبادات، پھر عبادات بھی ہر ایک کی اپنی پسند و ناپسند کے طریقوں سے ادا ہو جاتی تھیں۔ مذاہب کی تقسیم بھی ہو جاتی تھیں۔ جس کا جس طرح کا مذہب تھا اس کا اسی طرح کا رویہ بنتا رہا۔ مذہب ہی معاشرے کو افراد، رویے، قانون، سماجی سوچ اور ترقی کی راہیں دکھاتا ہے اور سنوارتا ہے۔ زمانہ قدیم سے مذہب ہی قوم و معاشرے کو سدھارتا چلا آرہا ہے۔

حجاز کے معاشرے کو بھی مذہب نے اخلاقی بنیادیں فراہم کی۔ معاشرے کی خدوخال بنائے۔ رویوں کو ترتیب دیا۔ حجاز کے معاشرے کا اہم حوالہ اس وقت کے تمام مذاہب تھے۔ یہی مذاہب حجاز کا معاشرہ سنوارتا اور بگاڑتا۔

نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل حجاز کا معاشرہ انسانی پستیوں کا معاشرہ بن چکا تھا۔ حجاز معاشرے کا نبی کریم ﷺ کو چیلنج تھا، وہاں نبی کریم ﷺ کا مشہور قول، اس کی مکمل تربیتی نظام اور جذبے کی عکاسی کرتا ہے اللہ کی قسم

اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج رکھ دیں اور بائیں ہاتھ پر چاند، تب بھی میں اس کام سے باز نہیں آؤنگا۔ یہاں تک کہ یہ دین غالب نہ ہو جائیں[20]۔

حجاز میں خلقِ خدا تک اس دعوت کو پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ حجازی معاشرے کو تبدیل کرنے کا عزم لیے انھوں نے خطرناک ترین گروہ منافقین کے ساتھ بھی نرم رویہ اپنایا۔ یہود جو سازشی ذہن کے لوگ تھے، ان کو بھی اپنا ہمنوا بنالیا۔ عیسائی جو دنیا کو ترک کر چکے تھے اور رہبانیت اختیار کر بیٹھے تھیں، ان کو بھی دنیا کی رنگینوں میں اپنے ساتھ ملالیا۔ مسلمانوں کے آپس کی تعلقات کو مواخات کی شکل دے کر ایک مکمل معاشرے کی تکمیل کر ڈالی۔ مدنی معاشرے میں یہ ایک نعمت سے کم نہ رہی کہ یہاں کا معاشرہ یکسر بدل گیا تھا، اور اس کا بنیادی سبب نبی کریم ﷺ کا وجود مبارک تھا اور اس کی تعلیمات نے یہ سب کچھ کر ڈالا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان تھا کہ جان کے دشمنوں کو بھائی بھائی بنادیا۔ دشمن کا بھائی بنانا حضرت محمد کے ذریعے سے ہوا۔ اسی کے ذریعے دل آپس میں جوڑ گیے۔ ایسے مُن حضرت محمد ﷺ کی مثال اس شخص کی طرح تھا جو لوگوں کو آگ میں گر جانے بچا رہا ہو۔[21]

مدنی معاشرے میں جب نبی کریم ﷺ کی محبت و تربیت عام ہو گئی اور لوگ اس سے فیض یافتہ ہوتے رہے تو ان میں دینی اقدار اور معاشرتی رویے کی بہتری آتی گئی۔ اپنے معاشرتی اقدار پر اعتماد کرنے لگے۔ اپنے عقیدے اور اعمال کو معاشرے کے سنوارنے لگے۔

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پوری انسانیت کے لیے واضح نمونہ ہے۔ کامل انسان تھے اور کامل تعلیمات کی بدولت پوری دنیا کے لیے تا قیامت راہنما ہیں۔ ان کی ذات کے دائرے میں دین اور دنیا کا تصور بہت واضح اور مکمل

---

20. ۔عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري أبو محمد،**السيرة النبوية لابن هشام،** المحقق : طه عبد الرءوف سعد،الناشر : دار الجيل – بيروت ،الطبعة : الأولى ، 1411جلد2،ص101۔

Abdul Malik Bin Hisham Bin Ayub Al Humiri Al Marifi Abu Muhammad,Al Serat U Nabave Le Ibni Hisham,Researcher:Taha Abdu Rauf Saad,Publisher:Dar Ul Jaeel.Byroot,Vol.2 p.101

21. ۔آلِ عمران3:103

Al Emran3:103

تھا۔ آپ کی شخصیت میں کاملیت کے تمام مظاہر موجود تھے۔ آفاقی پیغمبر تھے اور تمام پیغمروں کی تعلیمات کا خلاصہ تھے۔ آپ ﷺ کی دعوت بھی آفاقی تھی۔

نتیجہ بحث

❖ آفاقی شخصیت محمد ﷺ نے اپنی آفاقی دعوت کا آغاز اس دائرے سے شروع کیا جس دائرے کے اندر سابق انبیا کرام تھے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کی راہنمائی کا آغاز اسی نقطے سے کیا تھا، جس نقطے سے انسانیت کا سدھر جانا یقینی تھا۔

❖ انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی کی تربیت کی اساس عقیدہ توحید پر رکھی گئی ہے ذہنی تربیت سے لے کر زندگی کے تمام گوشوں میں عقیدہ توحید کے اثرات نمایاں طور پر دکھائی دینے کا پورا نام مسلمان اور مومن بننے کے قابلل ہوئے۔

❖ حجازی معاشرہ مختلف المزاج اور مختلف العقیدہ لوگوں کا معاشرہ تھا۔ قبیلوں میں تقسیم تھے اور ذات پات کے دائرے میں زندگی گزارتے تھے۔ صدیوں سے ان کے وہم اور گمان میں بھی یہ نہ تھا کہ کسی دور میں ہم مواخات قائم کر کے دنیا میں ایک نئی کی بنیاد ڈالیں گے۔

❖ اہل حجاز اسلام سے پہلے اپنی پوری تاریخ میں کبھی وحدت اور مرکزیت سے آشنا نہیں ہوئے ہیں، بلکہ ہمیشہ ان پر نراج اور انارکی کا تسلط رہا۔ پوری قوم جنگ جو اور باہم نبرد آزما قبائل کا ایک مجموعہ تھی، جس کی ساری قوت وصلاحیت خانہ جنگیوں اور آپس کی لوٹ مار میں برباد ہو رہی تھی۔ اتحاد، تنظیم، شعور، قومیت اور حکم وطاعت وغیرہ جیسی چیزیں، جن پر اجتماعی اور سیاسی زندگی کی بنیادیں قائم ہوتی ہیں، ان کے اندر یکسر مفقود تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے انسانی تنظیم کی بنیاد جس انداز سے رکھی، وہ بنیاد لازوال سوچ اور تدبر کی وجہ کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے۔

❖ نبی کریم ﷺ نے ان کے دلوں کو دعوت کے ذریعے جوڑا۔ ان کا عقیدہ ایک بنا دیا۔ ان کی سوچ کو واضح اور صحیح سمت میں ڈال دیا۔ مدنی دور کے گھمبیر حالات وواقعات میں انہوں ﷺ نے بڑی حکمت سے

معاشرے کو اس راستے پر ڈالا، جس راستے سے وہ بگڑ گئے تھے۔ غفلت نے جن کو گھیرا تھا۔ دھوکے دہی اور فریب کی دام میں پھنس گئے تھے۔

❖ حجاز کے مدنی دور میں یہودیوں کے ثقافتی اثرورسوخ کو ختم کر کے انسانیت کو نئی ثقافت سے روشنا کرایا۔ مدنی ثقافتی اثرات کے پھیلانے میں نو دس سال لگے۔ ان نو دس سالوں میں نبی کریم ﷺ نے تمام ثقافتی مظاہر یکسر ختم نہیں کئے بلکہ جو انسانی فطرت کے خلاف معمولات تھے، ان کی بنیاد تک ختم کر دی۔ اور جن امور و معاملات میں کمی بیشی کی گئی تھی، ان کی چھان بین کر کے واضح شکل میں سامنے لے آئے۔ اور جو تعلیمات، تمدنی روایات اور ثقافتی امور میں انسانیت کو نفع دے سکتی تھیں، وحدانیت کی تعلیمات تھیں، ان کو قائم و دائم رکھا۔ نبی کریم ﷺ کی آفاقی شخصیت اور آفاقی دعوت نے مدنی معاشرے اور اس کے لوگوں میں زندگی کی نئی رمق ڈالی تھی۔ نبی کریم ﷺ کے تشکیل کردہ نئے معاشرے کی اٹھان آج تک سیرت و تاریخ میں محفوظ ہیں اور تا قیامت یہ ایک مثال رہے گی۔ لوگ ان سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

الغرض مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے نبی کریم ﷺ کے مدنی دور کے کام کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

نبی کریم ﷺ کے سامنے اس وقت جو کام تھا، اسے تین بڑے بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ایک اس نئی منظم اسلامی سوسائٹی کی نشوونما جس کی بنا ہجرت کے ساتھ ہی حجاز طیبہ اور اس کے اطراف و جوانب میں پڑ چکی تھی اور جس میں جاہلیت کے پرانے طریقوں کو مٹا کر اخلاق، تمدن، معاشرت، معیشت اور تدبیرِ مملکت کے نئے اصول رائج کئے جا رہے تھے۔ دوسرے، اس کش مکش کا مقابلہ جو مشرکینِ حجاز، یہود قبائل اور منافقین کی مخالفِ اصلاح طاقتوں کے ساتھ پوری شدت سے جاری تھی۔ تیسرے، اسلام کی دعوت کو ان مزاحم طاقتوں کے علی الرغم پھیلانا اور مزید دلوں کو مسخر کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس موقع پر جتنے خطبے نازل کئے گئے وہ سب انہی تین شعبوں سے متعلق ہیں۔